اجتماعی قرآن خوانی اور فوت شدگان کو ایصال ثواب اور میلاد النبی کا حکم

قراءة القرآن جماعة وإهداء الأعمال للأموات والمولد النبوي

[اردو - أردو - urdu]

شیخ محمد صالح المنجد

ترجمہ: اسلام سوال وجواب ویب سائٹ

تنسیق: اسلام ہاؤس ویب سائٹ

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب

تنسيق: موقع islamhouse

2013 - 1434

IslamHouse.com

اجتماعی قرآن خوانی اور فوت شدگان کو ایصال ثواب اور میلاد النبی کا حکم

ہم ہر ماہ کے آخری اتوار تقریبا تیس یا اس سے زیادہ عورتیں اکٹھی ہو کر قرآن خوانی کرتی ہیں اور ہر ایك تقریبا ایك سپارہ پڑھ کر ایك یا ڈیڑھ گھنٹہ میں مکمل قرآن ختم ہو جاتا ہے، ہمیں کہا جاتا ہے کہ اس طرح ہر ایك کے لیے ـ ان شاء اللہ ـ پورا قرآن شمار ہو گا، کیا یہ کلام صحیح ہے ؟

اس کے بعد ہم دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالی اس قرآن خوانی کا ثواب زندہ اور فوت شدگان مومنوں کو پہنچے تو کیا یہ ثواب ان کو پہنچتا ہے ؟

وہ اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج ذیل فرمان بناتے ہیں:

" جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین قسم کے نہیں، صدقہ جاریہ یا فائدہ مند علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں یا نیك و صالح اولاد جو اس کے دعا کرے "

اسی طرح وہ عید میلاد النبی مناتے ہیں جو صبح دس بجے شروع ہو کر شام تین بجے تك رہتی ہے، اس میں ابتدا استغفار اور حمد و تسبیح اور تکبیر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام سے ہوتی ہے اور پھر قرآن پڑھتے ہیں، اور بعض عورتیں اس دن روزہ بھی رکھتی ہیں تو کیا اس دن کو یہ ساری عبادات کے لیے مخصوص کرنا بدعت شمار ہوتا ہے ؟

اسی طرح ہمارے ہاں ایك بہت لمبی دعا ہے جو سحری کے وقت کی جاتی ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو اس دعا کا نام " دعاء رابطہ " ہے یہ دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دورد و سلام اور آپ کی جماعت پر رحمت اور سارے انبیاء اور امہات المؤمنین اور صحابیات پر سلام اور خلفاء راشدین اور تابعین عظام اور اولیاء و صالحین پر رحمت کی دعا کے ساتھ ہر ایك اپنا نام ذکر کرتا ہے.

اور کیا یہ صحیح ہے کہ ان سب ناموں کا ذکر کرنے سے وہ ہمارا تعارف کر لیتے ہیں اور جنت میں ہمیں پکارینگے، کیا یہ دعاء بدعت ہے ؟

میں تو یہی سمجھتی ہوں کہ یہ بدعت ہے، لیکن اکثر عورتیں میری مخالفت کرتی ہیں، اگر میں غلطی پر ہوں تو کیا اللہ مجھے سزا دیگا، اور میں حق پر ہوں تو مجھے بتائیں کہ میں انہیں کیسے مطمئن کر سکتی ہوں ؟

میں اس مسئلہ سے بہت پریشان ہوں جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث ذہن میں آتی ہے تو میری پریشانی اور غم اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کا فرمان ہے:

" ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی آگ میں ہے "

الحمد للہ

اول:

قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے کتاب و سنت میں بہت زیادہ فضائل بیان ہوئے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت اور پڑھنے کے جمع ہونے کا ثواب اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اس میں طریقہ بھی شرعی اختیار کیا جائے، کہ جمع ہونے والے لوگ اکٹھے ہوں اور قرآن مجید کی تفسیر اور اس کے مسائل سمجھیں اور ایك دوسرے کو بیان کریں، اور تلاوت قرآن کی تعلیم حاصل کریں.

اور شرعی اجتماع میں یہ بھی شامل ہے کہ جمع ہونے والوں میں سے ایك شخص قرآن مجید کی تلاوت کرے اور باقی افراد اسے سمجھنے اور غور و فکر کی خاطر سنیں، دونوں طرح ہی سنت نبویہ سے ثابت ہے.

اس کی مزید تفصیل معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (22722) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اور ہر ايك شخص نے ايك سپارہ پڑھا ہو تو اسے ہر شخص كے ليے قرآن مجيد مكمل شمار كرنا صحيح نہيں؛ كيونكہ جمع ہونے والے ہر شخص نے پورا قرآن تو ختم نہيں كيا بلكہ سنا بھى نہيں، بلكہ سب نے تھوڑا تھوڑا تلاوت كيا ہے تو اسے اتنا ہى ثواب ملے گا جتنا اس نے تلاوت كيا ہے.

مستقل فتوى كميٹى كے علماء كہتے ہيں:

" قرآن خوانى كے ليے جمع ہونے والوں ميں سے ہر ايك كو ايك ايك سپارہ دينا تا كہ وہ اس كى تلاوت كرے اسے مكمل قرآن ختم كرنا ہر ايك كے ليے پورا قرآن شمار نہيں كيا جائيگا " انتہى

ديكھيں: فتاوى اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلميۃ والافتاء (2 / 480).

دوم:

قرآن مجيد كى تلاوت كے بعد اجتماعى دعا مشروع نہيں اور نہ ہى قرآن خوانى كا ايصال ثواب فوت شدگان كے ليے جائز ہے، اور نہ ہى زندوں كے ليے، ہمارے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اور نہ ہى صحابہ كرام نے ايسا عمل كيا.

شيخ عبد العزيز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذيل سوال دريافت كيا گيا:

كيا ميں اپنے والدين كے ليے قرآن مجيد ختم كر سكتا ہوں كيونكہ وہ پڑھے لكھے نہيں ؟

اور كيا ميرے ليے كسى پڑھے ہوئے شخص كى جانب سے قرآن مجيد ختم كرنا جائز ہے كيونكہ ميں اسے قرآن كا ثواب ہديہ كرنا چاہتا ہوں، اور كيا ايك سے زائد اشخاص كے ليے قرآن ختم كر سكتا ہوں ؟

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" نہ تو كتاب اللہ ميں اور نہ ہى سنت مطہرہ ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے اور نہ ہى صحابہ كرام سے كوئى ايسى دليل ملتى ہے جو والدين يا كسى اور كو قرآن مجيد كى تلاوت كا ثواب ہديہ كرنے كى مشروعيت پر دلالت كرتى ہو.

بلكہ قرآن مجید كى تلاوت سے خود فائدہ اٹھانے اور استفادہ كرنا مشروع ہے، اور اس كے معانى پر غور و فكر اور تدبر كرنے اور اس پر عمل كرنا مشروع كيا گيا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

﴿يہ بابركت كتاب ہے جسے ہم نے آپ كى طرف اس ليے نازل فرمايا ہے كہ لوگ اس كى آيتوں پر غور فكر كريں اور عقلمند اس سے نصيحت حاصل كريں﴾ ص (29).

اور ايك مقام پر ارشاد بارى تعالى كچھ اس طرح ہے:

﴿يقينا يہ قرآن وہ راستہ دكھاتا ہے جو بہت ہى سيدھا ہے﴾ اسراء (9).

اور ايك مقام پر ارشاد بارى تعالى اس طرح ہے:

﴿كہہ ديجئے يہ تو مومنوں كے ليے ہدايت و شفا كا باعث ہے﴾ فصلت (44).

اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" روز قيامت قرآن مجيد اس پر عمل كرنے والوں كو لايا جائيگا سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران آگے ہونگى گويا كہ وہ دو بادل ہيں يا پرندوں كے دو جھنڈ ہوں وہ ان كا دفاع كر رہى ہونگى "

مقصد يہ ہے كہ قرآن مجيد اس ليے نازل ہوا ہے كہ اس پر عمل كيا جائے اور اس كى تلاوت كثرت سے ہو نہ كہ اس ليے نازل ہوا ہے كہ اسے فوت شدگان كے ليے ہديہ اور ايصال ثواب كے ليے پڑھا جائے.

ميرے علم كے مطابق والدين وغيرہ كے ايصال ثواب كے ليے قرآن خوانى كرنے كى كوئى ايسى دليل نہيں ملتى جس پر اعتماد كيا جا سكے، اور پھر رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان تو يہ ہے:

" جس كسى نے بھى كوئى ايسا عمل كيا جس پر ہمارا حكم نہيں تو وہ عمل مردود ہے "

بعض اہل علم اسے جائز قرار ديتے ہيں ان كا كہنا ہے كہ قرآن مجيد يا دوسرے اعمال صالحہ كا ثواب ہديہ كرنے ميں كوئى مانع نہيں، انہوں نے اسے صدقہ اور فوت

شدگان کے لیے دعا پر قیاس کیا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ مذکورہ بالا اور اس موضوع کی دوسری احادیث کی بنا پر پہلا قول ہی صحیح ہے.

اور اگر تلاوت کا اجروثواب ہدیہ کرنا مشروع اور جائز ہوتا تو سلف صالحین رحمہم اللہ بھی ایسا ضرور کرتے، اور پھر عبادت میں تو قیاس کرنا جائز ہی نہیں؛ کیونکہ عبادات توقیفی ہیں ان میں کمی و زیادتی نہیں کی جا سکتی اور عبادت کا ثبوت یا تو کلام اللہ سے یا پھر سنت رسول اللہ سے ہو گا اس کے علاوہ نہیں، اس کی دلیل وہ سابقہ حدیث ہے "

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (8 / 360 - 361).

اور ان کا درج ذیل حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جب ابن آدم مر جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین قسم کے ایسے ہیں جو جاری رہتے ہیں .... "

بلکہ جب اس حدیث پر غور کیا جائے تو یہ فوت شدگان کے لیے قرآن خوانی وغیرہ کے ایصال ثواب کی عدم مشروعیت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نے فرمایا ہے:

" نیك و صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے "

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ "وہ اس کے لیے قرآن خوانی کرتی ہے".

سوم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آنے پر صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کی بجائے مختصر طور پر صرف ص یا صلعم نہیں لکھنا چاہیے، جو اتنا لمبا سوال لکھ سکتا ہے اس کے لیے صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا کوئی مشکل تو نہ تھا.

اس کے متعلق تفصیلی بیان سوال نمبر (47976) کے جواب میں ہو چکا ہے آپ اس کا مطالعہ ضرور کریں.

چہارم:

عید میلاد ا لنبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا بدعت ہے، اور اس میں معین عبادات مثلا سبحان اللہ والحمد للہ اور اعتکاف اور قرآن مجید کی تلاوت اور روزے وغیرہ کی تخصیص کرنا بدعت ہے ایسا کرنے والے کو کوئی اجروثواب حاصل نہیں ہو گا کیونکہ یہ مردود ہے.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا تو وہ مردود ہے "
صحیح بخاری حدیث نمبر (1718) صحیح مسلم حدیث نمبر (2550).

اور مسلم شریف کی ایك روایت میں یہ الفاظ ہیں:

" جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے "

فاکہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" میرے علم کے مطابق کتاب و سنت میں اس میلاد کی کوئی دلیل نہیں، اور نہ ہی علماء امت میں سے کسی معتبر اور قدوہ دین عالم دین سے اس پر عمل کرنا ثابت ہے جو سلف صالحین کے آثار پر عمل کرنے والے ہوں، بلکہ یہ بدعت ہے جسے باطل اور شہوانی قسم کے افراد جو کھانے پینے کو مشغلہ بنائے ہوئے تھے کی ایجاد د ہے "

دیکھیں: المورد فی عمل المولد (بحوالہ کتاب: رسائل فی حکم الاحتفال بالمولد النبوي).

اور شیخ عبد العزیز بن باز ر حمہ اللہ سے بھی اس کے متعلق کئی بار سوال کیا گیا جو ہم ذیل میں بمع جواب پیش کر رہے ہیں:

سوال: ؟

یہ سوال بار بار آتا رہا ہے کہ نبي صلي اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن محفل میلاد منعقد کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان محفلوں میں حاضري کا اعتقاد رکھ کر از

روئے تعظیم وتکریم آپ کے خیرمقدم میں کھڑے ہوجانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا اورمیلادوں میں کئے جانے والے اس طرح کے دیگر اعمال کی شرعي حیثیت کیا ہے؟

جواب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور کی پیدائش پر محفل میلاد منعقد کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ یہ اسلام میں ایک نو ایجاد بدعت ہے، کیونکہ پہلی تین افضل صدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خلفاء راشدین، دیگر صحابہ کرام اور اخلاص کے ساتھ ان کی پیروي کرنے والے تابعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یوم پیدائش کا جشن نہیں منایا جبکہ وہ بعد میں آنے والے لوگوں کے مقابلہ میں سنت کا زیادہ علم ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت رکھنے والے اورطریقہ نبوي کی مکمل پیروي کرنے والےتھے.

نبي صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" من أحدث في أمرناهذا ماليس منه فهورد "

جس نےہمارے اس دین میں کوئي نیا کام نکالا جو(دراصل) اس میں سے نہیں ہے وہ ناقابل قبول ہے.

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسري حدیث میں فرمایا:

" عليكم سنتي وسنة الخفاء الراشدين المهديين من بعدي تمسكوا بهاوعضوا عليها بالنواجذ وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة "

تم میري سنت اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لو اور دین میں نئي نئي باتوں سے بچو کیونکہ ہر نئي چیز بدعت ہے اور بدعت گمراہي ہے.

ان دونوں حدیثوں میں بدعات ایجاد کرنے اور ان پر عمل کرنے سے سختي کے ساتھ منع کیا گیا ہے.

اللہ تعالی نے اپني کتاب مبین قرآن کریم میں فرمایا:

﴿وماآتاكم الرسول فخذوه ومانهاكم عنه فانتهوا﴾ الحشر (59 /7)

اور تمہیں جوکچھ رسول دیں لے لو اور جس سے روک دیں رک جاؤ.

نیز اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿فليحذرالذين يخالفون عن أمره أن تصيبهم فتنة أو يصيبهم عذاب أليم﴾ النور (24/ 63).

سنو! جولوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئي زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے.

نیز اللہ سبحانہ وتعالي نے فرمایا:

﴿لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة لمن كان يرجوا الله واليوم الآخروذكر الله كثيرا﴾ الاحزاب (33/21).

یقینا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالی کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہو، اور بکثرت اللہ تعالی کو یاد کرتا ہو.

نیز اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم بإحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه وأعد لهم جنات تجري تحتها الأنهار خالدين فيهاأبدا ذلك الفوزالعظيم﴾ التوبة (9/ 100).

اور جومہاجرین وانصار سابق اورمقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضي ہوا اور وہ سب اس سے راضي ہوئے، اور اللہ نے ان کے

لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاري ہونگي جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بڑي کامیابي ہے.

نیزاللہ تعالی نے فرمایا:

﴿اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام دينا﴾ المائدة (5 /3).

آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنا انعام پورا کردیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہوگیا.

اس مضمون کی آیات بہت ہیں.

اس طرح کی میلادي مجالس کو ایجاد کرنے کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالی نے اس امت کے لئے دین مکمل نہیں کیا، اور جن باتوں پر عمل کرنا امت کے لئے ضروري تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ان تک نہیں پہنچایا، یہاں تک کہ جب بعد میں یہ بدعتي لوگ آئے تو انہوں نے اللہ تعالی کی شریعت میں ایسي چیزوں کو ایجاد کیا جن کی اللہ تعالی نے اجازت نہیں دي تھي اور ان لوگوں نے یہ خیال کیا کہ یہ اعمال انہیں اللہ کے قریب کردینگے.

بلاشبہ دین میں اس طرح کینئي چیزوں کا ایجاد کرنا انتہائي خطرناک اور اللہ و رسول پر اعتراض ہے، حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے دین کو مکمل فرما کر اپني نعمت کا اتمام کردیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےواضح طور پردین کو پہنچا دیا اور انہیں جنت تک پہنچانے اور جہنم سے نجات دلانے والے ہر راستہ کی راہنمائي فرمادي .

جیسا کہ صحیح حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمروبن عاص رضي اللہ عنہم سے مروي ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مابعث الله من نبي إلا كان حقا عليه أن يدل أمته على خيرما يعلمه لهم وينذرهم شرما يعلمه لهم"

الله نے جس نبي كوبھي بھيجا اس پر واجب تھا كہ وہ اپني امت كے لئے جن چيزوں ميں خير سمجھے ان كى راہنمائي كرے اورجن چيزوں ميں شر سمجھے ان سے روكے.

يہ بات معلوم ہے كہ ہمارے نبي محمد صلى اللہ عليہ وسلم انبياء ميں سب سے افضل اور سلسلہ نبوت كى آخري كڑي تھے اورامت تك دين پہنچانے اور ان كى خيرخواہي ميں سب سے كامل تھے، اگر يوم پيدائش كا جشن منانا اللہ تعالى كے پسنديدہ دين سے ہوتا تو اللہ كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم اسے امت كے لئے ضرور بيان فرماتے، يا اپني حيات مباركہ ميں اس طرح كے جشن منا كر دكھلاتے، يا كم از كم آپ كے صحابہ كرام رضوان اللہ عليہم اجمعين آپ كى يوم پيدائش پر جشن ميلاد ضرور مناتے، ليكن جب عہد نبوي اور عہد صحابہ ميں يہ سب كچھ نہيں ہوا تو يہ بات واضح ہوگئى كہ محفل ميلاد كا اسلام سے كوئي واسطہ نہيں ہے، بلكہ وہ ان نئے ايجاد كردہ كاموں ميں سے ہے جن سے اللہ كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم نے اپني امت كو بچنے كى تاكيد فرمائي ہے جيسا كہ سابقہ دونوں حديثوں ميں بدعات سے اجتناب كى تاكيد گزر چكى ہے، اور اس مفہوم ميں دوسري حديثيں بھي وارد ہيں جن ميں سے چند ايك ہم ذيل ميں ذكر كرتے ہيں.

مثلا خطبہ جمعہ ميں نبي صلى اللہ عليہ وسلم كا يہ فرمان:

" أمابعد فإن خيرالحديث كتاب الله وخيرالهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم وشرالأمور محدثاتها وكل بدعة ضلالة "

اما بعد بہترين كلام اللہ كى كتاب ہے اور سب سے اچھا طريقہ محمد صلى اللہ عليہ وسلم كا طريقہ ہے، اور بدترين كام وہ ہيں جو دين ميں نئے ايجاد كئے جائيں اور ہر بدعت گمراہي ہے.

" اس حديث كو امام مسلم رحمہ اللہ نے صحيح مسلم ميں روايت كيا ہے"

اس مضمون كى آيات واحاديث بہت زيادہ ہيں.

مذکورہ بالا اور دیگر دلائل کی بنیاد پر علماء کی ایک جماعت نے میلادي محفلوں کو صراحتاً خلاف شرع قرار دیا ہے اوران سے بچنے کی تاکید کی ہے.

لیکن بعض متاخرین نے فریق اول کیرائے سے اختلاف کرتے ہوئے ان میلادي محفلوں کے انعقاد کو اس شرط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے کہ وہ خلاف شرع ناجائزکاموں پر مشتمل نہ ہوں مثلا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غلو کرنا، مرد وزن کا اختلاط، گانے بجانے کے آلات کا استعمال اور ان کے علاوہ وہ تمام چیزیں جن کو شریعت مطہرہ غلط قرار دیتي ہے.

جواز کے قائلین ان میلادوں کوبدعت حسنہ سمجھتے ہیں

ایک شرعي قائدہ:

شریعت کے جس مسئلہ میں لوگ تنازع کا شکار ہوجائیں اسے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی جانب لوٹایا جائے.

جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿یاأیھاالذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول وأولي الأمرمنکم فإن تنازعتم في شيء فردوہ إلی اللہ والرسول إن کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخرذلك خیروأحسن تأویلا﴾ النساء (4/ 59) .

اے ایمان والو! فرمانبرداري کرو اللہ کی اور فرمانبرداري کرو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور تم میں سے اختیار والوں کي، پھر اگر کسیچیز میں اختلاف کرو تواسے لوٹا دو اللہ تعالی کی طرف اور رسول کی طرف اگر تمہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر ہے اورباعتبار انجام کے بہت اچھا ہے.

نیزاللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وما اختلفتم فیہ من شيء فحکمہ إلی اللہ﴾ الشوری (42/ 10)

اورجس چیز میں تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالی کی طرف ہے.

چنانچہ جب ہم نے مسئلہ میلاد کو اللہ تعالی کی کتاب قرآن مجید کی جانب لوٹایا تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائي ہوئي شریعت کی پیروي کی اورمنع کردہ چیزوں سے اجتناب کا حکم دیتے ہوئے پایا، اور یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اس امت کے لئے دین کو مکمل فرمادیا ہے اور یہ میلادیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائي ہوئي شریعت میں سے نہیں ہیں، لھذا یہ بات واضح ہوگئی کہ محفل میلاد کا تعلق اس کامل اکمل دین سے نہیں ہے، جس کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ہمیں حکم دیا گیا ہے.

اسي طرح ہم نے اس مسئلہ کو سنت رسول کی جانب بھي لوٹایا تواس بارے میں نہ تو نبي صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئي عمل اور نہ ہي کوئي حکم اورنہ ہي صحابہ کا کوئي عمل ملا تواس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ محفل میلاد کا دین سے کوئي تعلق نہیں ہے، بلکہ وہ بدعت اوردین میں نئي پیدا کردہ چيز ہے، نیز اس میں یہود ونصاری کی عیدوں سے مشابہت پائي جاتي ہے.

چنانچہ معمولي درجہ کی بصیرت، معرفت حق کا شوق اور اس کی طلب میں انصاف پسندي رکھنے والے ہرشخص پر یہ بات عیاں ہو جائے گي کہ محفل میلاد کا دین اسلام سے کوئي تعلق نہیں ہے، بلکہ وہ ان نوایجاد بدعات میں سے ہے جن سے اللہ اور اس کے رسول نے بچنے کی تاکید کی ہے.

ایک صاحب عقل وخرد کو اس بات سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے کہ جابجا لوگ کثرت سے محفل میلاد منعقد کرتے ہیں کیونکہ حق زیادہ لوگوں کے کرنے سے نہیں بلکہ شریعت کی دلیلوں سے پہچانا جاتا ہے.

جیسا کہ اللہ نے یہود ونصاری کی بابت فرمایا:

﴿وقالوا لن یدخل الجنة إلا من کان ھودا أونصاری تلك أمانیهم قل ھاتوا برھانکم إن کنتم صادقین﴾ البقرة (2/ 111)

یہ کہتے ہیں کہ جنت میں یہودونصاری کے سوا کوئي نہیں جائے گا یہ صرف ان کی آرزوئیں ہیں ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو کوئي دلیل پیش کرو.

نیز ارشاد باري تعالی ہے:

﴿وإن تطع اكثر من في الأرض يضلوك عن سبيل الله﴾ الانعام (6/ 116).

اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں توآپ کواللہ کی راہ سے بے راہ کردینگے.

ان میلادي محفلوں کے بدعت ہونے کے ساتھ یہ بھي واضح رہے کہ اکثر وبیشتر میلاد کی ان محفلوں میں دیگر حرام کاریاں بھي ہوتي ہیں مثلا مرد وزن کا اختلاط، گانے بجانے ڈھول تاشے کے آلات، اور نشہ آور اشیاء کا استعمال اور ان کے علاوہ دیگر بہت سي برائیاں اور بسا اوقات ان محفلوں میں مذکورہ برائیوں سے بڑھ کر شرک اکبر تک کا ارتکاب کیا جاتا ہے.

مثلا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا دیگر اولیاء کرام کے بارے میں غلوکرنا، انہیں پکارنا، ان سے فریاد رسي اورمدد کا سوال کرنا، وغیرہ اور ان کی بابت یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ غیب جانتے ہیں اور اس طرح کے بہت سےکفریہ اعتقادات جن کا ارتکاب میلاد نبوي اور اولیاء کے میلادوں کے موقع پر کرتے ہیں.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" إياكم والغلو في الدين فإنما أهلك من كان قبلكم الغلو في الدين "

دین میں غلو سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کا سبب دین میں غلو تھا.

نیز نبي صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسري حدیث میں فرمایا:

" لاتطروني كما أطرت النصارى عيسى ابن مريم إنما أنا عبد فقولوا عبدالله ورسوله "

(اخرجه البخاري في صحيحه من حديث عمربن عبدالله رضي الله عنه)

تم (حدسے زیادہ تعریفیں کرکے) مجھے میرے مقام سے آگے نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاری نے عیسی بن مریم کو حد سے آگے بڑھا دیا تھا، میں اللہ کا بندہ ہوں لہذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہي کہو.

قابل تعجب بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ اس طرح کے غیرشرعي اجتماعات میں شرکت کے لئے انتہائي سرگرم اور کوشاں نظرآتے ہیں اور بوقت ضرورت اس کی جانب سے دفاع بھي کرتے ہیں، جبکہ دوسري طرف وہي لوگ جمعہ وجماعت اور اللہ کے دیگر فرائض سےبالکل پیچھے نظر آتے ہیں، نہ ہي وہ فرائض کی کچھ پرواہ ہي کرتے ہیں اور نہ ہي ان کے چھوڑنے کو کوئي بڑا گناہ سمجھتے ہیں ، بلا شبہ یہ سب کچھ کمزور ایمان، کم علمي، اور گوناگوں گناہوں کے ارتکاب کے سبب دلوں کے انتہائي زنگ آلود ہوجانے کی وجہ سے ہے، ہم اللہ تعالی سے اپنے اور تمام مسلمان بھائیوں کے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں.

میلاد کی ان محفلوں میں ایک قبیح اور بدترین عمل یہ بھي انجام پاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر آنے پر بعض لوگ ازروئے تعظیم وتکریم آپ کا خیر مقدم کرتے ہوئے کھڑے ہوجاتے ہیں، کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میلاد میں حاضر ہوتے ہیں، یہ عظیم ترین جھوٹ اور بد ترین جہالت ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت سے قبل اپني قبر مبارک سے نہ تو نکل سکتے ہیں اور نہ لوگوں میں سے کسی سے ملاقات کرسکتے ہیں، اور نہ ہي ان مجلسوں میں حاضر ہوسکتے ہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپني قبر میں قیامت تک رہیں گے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک دارکرامت (جنت) میں اپنے رب کے پاس اعلی علیین میں ہے.

جیسا کہ اللہ تعالی نے سورۃ المومنون میں فرمایا :

﴿ثم إنكم بعد ذلك لميتون ثم إنكم يوم القيامة تبعثون﴾ المؤمنون (15/16) .

اس كے بعد پھر تم سب يقينا مرجانے والے ہو، پھر قيامت كے دن بلاشبہ تم سب اٹھائے جاؤگے.

اور نبي اكرم صلي اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" أنا أول من ينشق عنه القبر يوم القيامة وأنا أول شافع وأول مشفع "

بروز قيامت سب سے پہلے ميري قبر پھٹے گي اور ميں قبرسے باہر نكلوں گا، اورميں سب سے پہلا سفارشي ہوں گا، اورسب سے پہلے ميري سفارش قبول ہوگي . (آپ صلى اللہ عليہ وسلم پر رب كى جانب سے درود وسلام نازل ہو)

مذكورہ بالا آيت كريمہ اور حديث نبوي اور اس معني كى ديگر آيات واحاديث اس بات پر دلالت كرتي ہيں كہ نبي صلى اللہ عليہ وسلم اور آپ كے علاوہ ديگر مردے قيامت كے روز ہي اپني قبروں سے نكليں گے يہ علماء اسلام كا متفق عليہ مسئلہ ہے، اس ميں كسى كا كوئي اختلاف نہيں.

لہذا ہر بندہ مسلم كو اس طرح كے مسائل سے واقف ہونا چاہئے اور جاہلوں كى نوايجاد بدعات وخرافات سے گريز كرنا چاہئے جس پر اللہ نے كوئي دليل نازل نہيں فرمائي ہے.

ہم اللہ ہي سے مدد كاسوال كرتے، اسي پر بھروسہ ركھتے ہيں، اور ہم اس بلند وبرتر اللہ كى مدد كے بغير گناہوں سے بچنے اور نيكيوں كے بجا لانے كى طاقت نہيں ركھتے ہيں.

رہا مسئلہ نبي صلى اللہ پر درود وسلام بھيجنے كا تويہ تقرب الہي كا افضل ترين ذريعہ اعمال صالحہ ميں ايک ہے.

جيسا كہ اللہ تعالي نے فرمايا:

﴿إن الله وملائكته يصلون على النبي ياأيهاالذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما﴾ الاحزاب (56/33)

اللہ اور اس كے فرشتے نبي صلى اللہ عليہ وسلم پر رحمت بھيجتے ہيں اے ايمان والو! تم بھي ان پر درود بھيجو اور خوب سلام بھيجتے رہا كرو.

اور نبي صلى الله عليہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا:

" من صلى علي واحدة صلى الله عليه بها عشرا "

جوشخص میرے اوپر ایک بار درود بھیجے تواللہ اس پردس بار رحمتیں نازل فرماتا ہے، نبي صلى الله علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا کوئي مخصوص وقت نہیں ہے، بلکہ کسی بھي وقت آپ پردرود بھیجا جاسکتا ہے، نماز کے آخر یعني تشہد میں اس کے پڑھنے کی تاکید ہے، بلکہ بعض اہل علم کے نزدیک ہر نماز کے آخري تشہد میں اس کا پڑھنا واجب ہے، اوربہت سے مقامات پرسنت مؤکدہ ہے، مثلا اذان کے بعد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ کے وقت، جمعہ کے دن، اوراس کی رات میں جیسا کہ بہت سي احادیث سے ان کا ثبوت ملتا ہے.

اللہ تعالي سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو دین کی سمجھ اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہر ایک کو سنت پر کاربند اوربدعت سےاجتناب کی نعمت سے نوازے وہ اللہ سخي اورمہربان ہے، اور اللہ تعالی ہمارے نبي محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اہل وعیال اورساتھیوں پر رحمت نازل فرمائے.

شیخ رحمہ اللہ کا ايك دوسری جگہ یہ فرمانا ہے:

" اگر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مشروع ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے اسے ضرور بیان فرماتے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خیرخواہ تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں جو کوئی ایسی بات بیان کرے جس سے نبی کریم صلی اللہ وسلم خاموش رہے ہوں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں.

کتاب و سنت میں یہ پوری وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں پر کیا حق ہے آپ کے حقوق میں آپ سے محبت کرنا، اور آپ کی شریعت اور سنت مطہرہ کی پیروی و اتباع کرنا شامل ہے اور اس کے علاوہ باقی حقوق کی ادائیگی کرنا بھی جن کی وضاحت قرآن و سنت میں ہوئی ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے یہ ذکر نہیں کیا کہ ان کی ولادت باسعادت کا جشن میلاد النبی منانا مشروع ہے تا کہ اس پر عمل کیا جائے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی ساری زندگی اس پر عمل نہیں کیا اور نہ پھر آپ کے بعد صحابہ کرام جو سب لوگوں سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کو جاننے والے اور علم رکھنے والے تھے.

نہ تو انہوں نے اور نہ ہی خلفاء راشدین نے اور نہ ہی کسی اور نے میلاد النبی کا جشن منایا، پھر قرون مفضلہ یعنی پہلے تین بہترین دور کے لوگوں نے بھی اس جشن کو نہیں منایا، کیا آپ کے خیال میں یہ سب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی ادائیگی میں کمی و کوتاہی کرنے والے تھے، حتی کہ یہ بعد میں آنے والے افراد نے اس نقص اور کمی کو واضح کیا اور اس حق کو پورا کیا؟!

نہیں اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا کہ یہ سب صحابہ کرام اور آئمہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق سے جاہل و غافل تھے، یا اس میں کمی و کوتاہی کی، کوئی عقلمند ایسی بات اپنی زبان سے نکال ہی نہیں سکتا جو ان صحابہ کرام اور تابعین عظام کے حالات سے واقف ہو.

عزیز قارئین کرام جب آپ کے علم میں آگیا کہ میلاد النبی کی جشن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں موجود نہ تھا اور نہ ہی صحابہ کرام اور تابعین عظام اور آئمہ کرام کے ادوار میں اس پر عمل کیا گیا، اور نہ ہی یہ چیز ان کے ہاں معروف تھی اس سے آپ کو یہ علم بھی ہو گیا کہ یہ دین میں نیا ایجاد کردہ کام ہے اور یہ بدعت کہلاتا ہے اس پر عمل کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی اس کی دعوت دینی اور اس میں شریك ہونا جائز ہے، بلکہ اس سے روکنا اور منع کرنا اور لوگوں کو اس سے بچانا واجب ہے "

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (6 /318 -319).

پنجم:

کسی بھی شخص کے لیے کسی دعاء اور ذکر کی اختراع کرنا اور اسے نشر کرنا اور پھیلانا جائز نہیں، اور " دعاء الرابطہ " نامی دعاء بدعت ہے اور اس میں یہ سوچ اور فکر پیش کی گئی ہے کہ جن سے مانگا جا رہا ہے انہیں ذہن میں اپنے سامنے رکھا جائے اور یہ اعتقاد ہونا چاہیے کہ وہ دعاء کرنے والے کو پہچانتے ہیں اور انہیں جنت میں بلائینگے: یہ سب وہمی خیالات اور صوفیوں کی اختراعات ہیں جن کی دین اسلام میں کوئی اصل نہیں ملتی.

وہ شرعی ضوابط اور اصول و قواعد جن سے مسلمان شخص سنت اور بدعت اور غلط و صحیح کی پہنچان کر سکتا ہے وہ بالکل واضح ہیں وہ اس طرح کہ:

عبادات میں اصل ممانعت ہے، لیکن جب کسی عبادت کی دلیل مل جائے تو وہ جائز ہے، اس لیے اللہ کی عبادت اور اللہ کا قرب اس صورت میں ہی کیا جائیگا جس کی کتاب و سنت میں اس کی مشروعیت پر کوئی دلیل ملتی ہو.

اور مسلمان کے لیے دوسرا اصول یہ ہے کہ وہ اتباع و پیروی کرے نہ کہ ابتداع یعنی بدعات کی ایجاد اور بدعات پر عمل، کیونکہ بدعت کا عمل کرنے والے کا وہ عمل مردود ہے اس کے منہ پر دے مارا جائیگا.

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے تو ہمارے لیے شریعت کی تکمیل کر دی ہے، اور اپنی نعمت ہم پر مکمل کر دی ہے، پھر اس طرح کی بدعت کیا ضرورت ہے کہ وہ ہماری زندگی میں ضرور ہونی چاہیے حالانکہ جو صحیح اور ثابت ہے اس پر تو ہم عمل پیرا نہیں ہوتے ؟

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (6745) اور (27237) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

امید ہے کہ جو کچھ بیان کر دیا گیا ہے ان بہنوں کے لیے اس قسم کی بدعات سے اجتناب کرنے کے لیے وہی کافی ہوگا، اور ہم ان بہنوں کو وصیت کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا تقوی و پرہیزگاری اختیار کرتے ہوئے اچھی طرح سنت کی پیروی کریں.

اور انہیں یہ علم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالی بدعتی کی عبادت قبول نہیں فرماتا چاہے وہ جتنی بھی کوشش و جدوجھد کرے اور کتنا بھی مال اس میں صرف کر ڈالے کیونکہ " سنت پر عمل کرنا چاہیے سنت تھوڑی ہی ہو بدعت میں اجتھاد کرنے سے بہتر ہے " جس طرح جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہماری ان بہنوں کو ان اعمال اور طریقہ کی راہنمائی فرمائے جس میں اللہ کی رضا و خوشنودی پنہاں ہے، اور ہم آپ کو حسن تبلیغ کی وصیت کرتے ہیں کہ آپ اچھے اور بہتر اسلوب میں انہیں سنت پر عمل کرنے کی دعوت دیں اور آپ اس میلاد میں ان کے ساتھ شریك مت ہوں اور اس میں جو تکلیف آپ کو پہنچے اس پر صبر و تحمل سے کام لیں.

واللہ اعلم .